© rasailojaraid.com

ہوا رواج 'تعلیمی کارکردگی ' ہر لحاظ سے ان کی ناکامی 'اعداد و شمار سے ثابت ہے ۔ صحت اور دوسرے ضروری اشاریے موجودہ نسل کی زندگی میں ہر سال نیچے ہی کی طرف گئے ہیں ۔ اس صورت حال کے ایک سب سے بڑے سبب کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ امریکی والدین چند عشرے قبل اپنی اولاد کو فی ہفتہ ۳۰ گھنٹے دیتے تھے 'اب صرف ۱۷ گھنٹے دیتے ہیں ۔ بچوں کی تربیت میں کمی اچانک واقع نہیں ہوگئی بلکہ گزشتہ دو عشروں میں لیبر فورس میں ۲۴ سے ۳۰ سال کی شادی شدہ خواتین کا اوسط جو ۱۹۶۵ء میں ۳۲ فی صد تھا '۱۹۸۵ء میں ۶۵ فی صد تک پہنچ گیا ۔

کیا ان دو حقائق میں کوئی باہمی ربط ہو سکتا ہے ؟ بیشتر تحقیقات کا ماحصل یہ ہے کہ اگر مائیں اپنے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے کل وقت گھر پر رہیں تو مجموعی طور پر یہ بچوں کے لیے اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ انھیں دن کے دیکھ بھال کے مراکز پر چھوڑ جائیں ۔ ایک کتاب Meaningful Difference کے مصنف Betty Hart اور Todd Risely کہتے ہیں کہ ایک بچے کا ذہنی نشوونما بنیادی طور پر اس پر منحصر ہے کہ پہلے تین چار برسوں میں اسے اپنے بڑوں سے کتنی توجہ ملی اور یہ حقیقت ہے کہ دیکھ بھال کے مرکز میں کل وقتی ماں جتنی توجہ نہیں دی جاتی ۔ بچوں کے ماہر نفسیات Joy Belsky دیکھ بھال کے مراکز کے بڑے حامی تھے 'اب کہتے ہیں کہ شواہد نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ مراکز بچوں کی شخصیت کے لیے الٹا نقصان کا موجب ہوتے ہیں ۔ یہ کوئی نئی بات نہیں 'عام سی بات ہے جو ہم سب جانتے ہیں کہ محبت کی خاطر بچوں کی دیکھ بھال کرنے والا 'تنخواہ کے عوض کرنے والے سے ' بہتر کرے گا ۔ تعجب کی اصل بات یہ ہے کہ جو بات ہم سب وجدانی طور پر جانتے ہیں 'کوئی اسے بلند آواز سے کہنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔

موجودہ صورت کا جواز 'خواتین کی آزادی اور ان کے لیے انصاف کے حوالے سے پیش کیا جا رہا ہے ۔ اگر مردوں کے کیریر اور گھریلو زندگی ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں تو عورت کے کیوں نہیں چل سکتے ۔ تنخواہ دار ملازمت عورتوں کی نو دریافت آزادی کی اصل اساس ہے ۔ عورتیں مردوں جتنی قابل ہیں ' وہ ان کی طرح پوری تعلیم اس لیے تو نہیں حاصل کرتی ہیں کہ اپنے بچوں کے کپڑے دھویا کریں ۔ لیکن اب اس دلیل نے اپنا وزن کھو دیا ہے ۔ اگر یہ درست ہے تو جدید دور کی ماؤں کو پرمسرت زندگی گزارنا چاہیے ۔ چند یقیناً ملازمت کی جگہ پر گھر سے زیادہ خوشی محسوس کرتی ہیں 'مگر زیادہ تر کو یہ احساس ستاتا رہتا ہے کہ جب ان کے بچے اسکول سے واپس آتے ہیں تو وہ گھر پر نہیں ہوتیں ۔ ملازمت پیشہ ماؤں سے تفصیلی تبادلہ خیال کے بعد ایک تحقیق کار نے یہ ماحصل پیش کیا ہے کہ گھر اور ملازمت کی کشاکش پریشانی کا باعث ہوتی ہے اور جب شدید ہو جائے تو جرم کا احساس ان کے لیے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے ۔ اس لیے اب خواتین کی ملازمت کے لیے استدلال آزادی وغیرہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بجائے صرف رقم کا حصول رہ گیا ہے۔ دو تنخواہیں گھروں کی ضرورت بن گئی ہیں۔ کوئی ظالم اور ناواقف ہی عورتوں کو الزام دے سکتا ہے کہ انھوں نے گھر کی ذمہ داریوں کو نظرانداز کر کے خود غرضی کا رویہ اختیار کرتے ہوئے ملازمت کی ہے۔

معاشی ضرورت کی دلیل بظاہر بہت وزنی محسوس ہوتی ہے، لیکن بالکل بے بنیاد ہے۔ ایک وقت تھا کہ ہم آج سے زیادہ غریب ہوتے تھے اور عورتیں گھروں پر رہتی تھیں۔ یقیناً بہت سی مائیں اپنے اہل خاندان کو دو وقت کی روٹی فراہم کرنے کے لیے ملازمت پر مجبور ہوتی ہیں، مگر امریکہ جیسے بے حد امیر ملک میں محض ناگزیر ضرورت اس بڑے پیمانے پر خواتین کی ملازمت کا سبب قرار نہیں دی جا سکتی، جس نے معاشرے کو تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

۱۹۶۵ کے مقابلے میں، جب بہت کم مائیں ملازمت کرتی تھیں، ہم بہت مال دار ہیں۔ امریکی جتنے مال دار آج ہیں، اپنی تاریخ میں کبھی نہ تھے۔ درحقیقت معاشی ضرورت کے استدلال کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ امریکی خاندانوں کو زیادہ رقم کی ضرورت ہے، بلکہ یہ ہے کہ اب وہ معیار زندگی کو بہتر کرنے کے لیے زیادہ رقم خرچ کر سکتے ہیں۔ گزشتہ زمانے میں لوگ کم پر گزارا کر لیتے تھے۔ لیکن آج ماؤں کی آمدنی اس لیے اہم ہے کہ اس سے وہ چیزیں خریدی جاتی ہیں جن کی ایک اہمیت یہ بھی ہوتی ہے کہ دوسرے یہ خرید چکے ہیں۔

وہ عورت جو آج اپنا وقت مثلاً کسی بنک میں کام کر کے گزارتی ہے ایک نسل قبل، اپنے بچوں کی پرورش میں گزارتی، لیکن زیادہ چھوٹے گھر میں رہتی، اس کی اپنی کار نہ ہوتی، اس نے دنیا کی سیاحت نہ کی ہوتی۔ آج بھی مالی قربانی سے قطع نظر موقعہ دیا جائے تو بیشتر عورتیں گھر پر رہنے کا انتخاب کریں گی۔ دراصل تبدیلی یہ واقع ہوگئی ہے کہ ماضی میں ماؤں سے گھر پر رہنے کی توقع کی جاتی تھی۔ آج ان سے کام اور ملازمت کی توقع کی جاتی ہے۔ آزادی نسواں کے حامی کہتے ہیں کہ ۱۹۳۵ میں خواتین معاشرہ کے دباؤ کی وجہ سے گھر پر رہتی تھیں۔ اگر یہ دلیل جب درست تھی، تو آج ملازمت پیشہ خواتین کے لیے بدرجہ اولیٰ درست ہے۔ تقریباً پورا معاشرہ خواتین کی ملازمت کے حق میں ہے۔

یہ سب کچھ کیسے ہوا، ایک طویل کہانی ہے، لیکن ہم یہ دیکھیں کہ اس سے سب سے زیادہ فائدہ کسے ہوا ہے؟ تحریک نسواں دوسرے مقاصد کے لیے بھی کام کر سکتی تھی۔ کل وقتی ماں کے لیے عزت کا مقام حاصل کر سکتی تھی۔ معاشرے کے لیے کل وقتی ماں کی اہمیت تسلیم کروا سکتی تھی۔ ماضی میں کسی معاشرہ کو اتنی کثیر تعداد میں تعلیم یافتہ ماؤں سے فائدہ اٹھانے کے مواقع حاصل نہ تھے۔ ہم انھیں ان کی مناسبت سے مرکزی مقام دیتے تو تہذیبی و معاشرتی احیا کی ایک تحریک برپا ہو جاتی، مگر اس کے برعکس یہ نعرہ دیا گیا: عزت حاصل کرنا ہے تو ہر وہ کام کرو جو مرد کرتے ہیں!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ تبدیلی امریکہ میں آزادانہ جنسی تعلقات کے بہاؤ کا نتیجہ ہے جس نے معاشرتی بندھن کو توڑ دیا۔ اس سے مرد فطری طور پر بہت خوش ہوئے اور لطف اٹھانے والوں میں آگے آگے ہو گئے۔ خواتین کے لیے یہ پسندیدہ صورت حال نہ تھی۔ ڈیٹ پر عصمت دری کے خلاف مہم اس کا ثبوت ہے کہ جنس کے معاملے میں مساوی حقوق صرف دھوکہ اور فریب ہیں۔ یہ خیال تھا کہ شادی کے بغیر جنسی تعلقات میں رکاوٹ، ایرپورٹ پر آنے والوں اور استقبال کرنے والوں کے درمیان وہ حد فاصل ہے جو گرانے سے خوشی خوشی ملاقاتیں ہوں گی لیکن معلوم ہوا کہ یہ تو چڑیا گھر کا جنگلہ تھا جس میں مرد بند تھے اور عورتوں کو تحفظ حاصل تھا۔ ماؤں کے گھر رہنے کا ضابطہ بھی اسی نوعیت کا ثابت ہوا ہے۔ شاید چند پابندیاں محسوس کرتی ہوں، بیشتر کو تو تحفظ حاصل تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ بہت سی مائیں دولت، اختیارات یا اسٹیٹس کے مقابلے میں اپنے بچوں کے مفادات کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔ بہت سے سروے اور جائزے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مائیں بچوں سے، جو تعلق محسوس کرتی ہیں، مرد نہیں کرتے۔ ماضی میں معاشرے کا شوہروں پر دباؤ ہوتا تھا کہ وہ اپنی بیویوں کو ملازمت نہ کرنے دیں، اب ایسا نہیں ہے۔

جن دفتروں اور اداروں میں عورتیں کام کر رہی ہیں، وہاں ان کا ساتھ سب کو اچھا لگتا ہے۔ نہ میں، نہ ان کے ماتحت، نہ ان کے افسر، نہ ان کے شوہر کوئی بھی نہیں چاہتا کہ وہ یہ ملازمت چھوڑ دیں۔ لیکن کیا ان کے بچے بھی یہی چاہتے ہیں؟ یہ وہ سوال ہے جس کا ہم سامنا نہیں کر سکتے، اس لیے ہم یہ سوال پوچھتے ہی نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ

حافظ محمد ادریس

امام حسن البنا شہید کے رفقا خصوصی میں سے ایک، شیخ محمد الغزالی ۹ مارچ ۱۹۹۶ کو سعودی عرب میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شیخ محمد الغزالی کی پوری زندگی حتیٰ کہ موت بھی مثالی اور قابل رشک تھی۔ وہ زندگی بھر اللہ کے دین کی خدمت میں مصروف رہے، موت آئی تو انھیں آن ڈیوٹی پایا۔ وہ ریاض میں ایک مذاکرہ میں "اسلام اور مغربی دنیا" کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے کہ دل کے دورے نے آلیا۔ حق مغفرت کرے، یہ مقام بلند ہر کسی کے حصے میں کہاں آتا ہے!

محمد الغزالی ہم سے بچھڑ گئے ہیں، مگر اپنے اعمال جلیلہ اور تصنیفات عظیم کی بدولت وہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں اور قیامت تک قافلہ حق کے لیے روشنی بکھیرتے رہیں گے۔ انھوں نے جس موضوع پر قلم اٹھایا، اس کا حق ادا کیا۔ وہ زود نویس تھے مگر ان کی تحریریں، پختہ خیالی، ندرت، علمیت اور اعلیٰ تحقیق کی آئینہ دار ہیں۔ وہ سطحی انداز میں لکھتے تھے، نہ بولتے تھے۔ معاصر علما نے ان کی بعض آرا سے اختلاف کیا مگر ان کے علمی مرتبے اور دلائل کی صلابت کا انکار کوئی نہیں کر سکا۔ ان کی تصانیف سو سے زائد ہیں جب کہ ہزاروں مقالے اور تقاریر بھی ان کے علمی ترکے میں شامل ہیں۔

شیخ محمد الغزالی مصر کے ضلع البحیرہ کے ایک گاؤں میں ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ کو پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے گاؤں میں قرآن مجید حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اسکندریہ کے معہد علمی سے ثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جامعہ ازہر میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۳ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ انھوں نے حصول علم میں اپنے آپ کو کھپا دیا اور غیر معمولی مقام حاصل کیا۔ انھوں نے قدیم و جدید علوم کا گہرا مطالعہ کیا۔ اخوان میں شامل ہونے کے بعد وہ سرگرم کارکن بن گئے۔ انھوں نے بڑی تندہی سے کام کیا، وہ بہت اچھے خطیب تھے۔ ان کے خطبوں میں شعلہ بیانی کے ساتھ دلائل اور جذبات ایمانی کو حکمت کے ساتھ اپیل کرنے کا انداز پایا جاتا تھا۔ ان کی تقاریر سے اخوان کی دعوت شہروں اور دیہاتوں میں خوب خوب پھیلی۔ وہ حصول منصب سے احتراز کرتے تھے۔ ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

© rasailojaraid.com